جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ سے اسلام کو غالب کرنیکی عظیم مہم جاری ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍نومبر ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

مجھے پتہ چلا تھا کہ مسجد کے بعض حصوں میں لاؤڈ سپیکرز ٹھیک کام نہیں کرتے اس لئے وہاں تک آواز نہیں پہنچتی۔ اس وقت مسجد میں بعض جگہیں خالی ہیں۔ کچھ دوست تاخیر سے آنے والے وہاں بیٹھیں گے۔ وہ تو جواب نہیں دے سکتے لیکن جو دوست یہاں بیٹھے ہیں۔ وہ مجھے بتائیں کہ اس وقت ہر جگہ آواز پہنچ رہی ہے یا نہیں۔ (دوستوں نے عرض کیا کہ آواز آ رہی ہے) پھر فرمایا:-

قرآن عظیم نے بتایا ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کی رو سے وہ گھر جو شریعت کے قیام کیلئے پہلے پہل انسان کو ملا تھا، وہ مکہ میں ہے اور اس وجہ سے مکہ کو قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اُمّ القریٰ کہتے ہیں۔ جس طرح ماں سے اسکے بچے وابستہ ہوتے ہیں اسی طرح وہ شہر جس سے بہت سے دوسرے شہر وابستہ ہوتے ہیں اُمّ القُریٰ (یعنی بستیوں کی ماں) کہلاتا ہے اور یہ حیثیت مکہ مکرمہ کو حاصل ہے۔ قرآن کریم کی دو۲ بنیادی صفات ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن عظیم پہلی صداقتوں کا جامع ہے اور دوسرے یہ کہ ان صداقتوں کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہے جن تک پہلوں کی پہنچ نہیں تھی۔ چونکہ مکہ مکرمہ کا تعلق اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (اٰل عمران: ۹۷) کی رو سے تمام پہلی شریعتوں

سے ہے اور قرآن کریم کے متعلق آیا ہے کہ پہلے انبیاء پہلی کتب اور پہلی قوموں کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بشارتیں دی گئی تھیں وہ ان کو پورا کرنے والا ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر نبی کو بتایا گیا تھا اور آپ کی بشارت دی گئی تھی) اس لئے گویا قرآن عظیم ان بشارتوں کا مصدّق ہو کر بھیجا گیا ہے۔ جہاں تک پہلی بشارتوں کی تصدیق کا تعلق ہے قرآن کریم جس امت پر نازل ہوا اور جس کی بدولت عظیم ذمہ داریاں ان پر ڈالی گئیں مکہ مکرمہ اس لحاظ سے ان کے لئے اُمّ القُریٰ بنا اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ نوعِ انسانی کی عام اور وسیع اور کامل ہدایت کے لئے مدینہ کو اپنا مرکز بنایا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مدینہ نوعِ انسان کے لئے اُمّ القُریٰ بن گیا۔ چنانچہ موَطا امام مالکؒ کی ایک حدیث بھی اس طرف اشارہ کرتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ پہلے مکہ کو حرم بنایا گیا تھا اور اب میرے ذریعہ مدینہ کو حرم بنایا گیا ہے۔

پس مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہم مسلمانوں کے لئے امّ القریٰ کی حیثیت رکھتے ہیں یعنی یہ وہ مراکز ہیں جن سے دنیا کے سارے شہروں کا تعلق ہے اور جہاں سے دنیا کی رہنمائی کی مہم شروع ہوئی۔

اُمّ القُریٰ کی یہ اصطلاح ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ قرآنی ہدایت اور شریعت کو مستحکم کرنے اور اسلام کو پھیلانے کی غرض سے مکہ اور مدینہ کے ماتحت بہت سے اور مراکز بھی بنیں گے۔ چنانچہ جب ہم اپنی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر کئی ایسے مراکز نظر آتے ہیں جن کا تعلق مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ہے مثلاً سپین ہے۔ سپین میں اسلامی حکومت کا جو دارالخلافہ تھا (ایک دو جگہ بدلا بھی ہے تاہم ایک وقت میں جو بھی دارالخلافہ تھا) وہ یورپ میں اسلام کے نور کو پھیلانے اور اسلام کی اشاعت کیلئے مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اسی طرح تاشقند وغیرہ علاقوں میں جو مجدد پیدا ہوئے یا افریقہ کے صحراؤں سے تعلق رکھنے والے جو مجددین اور اولیاء اللہ آئے ان کے مرکز خانہ کعبہ ہی کے طفیل اور اسکے ظلّ کے طور پر اس غرض کیلئے بنے تھے کہ اسلام کی اشاعت ہو۔ گویا ایسی جگہیں اپنے اپنے دائرہ اور اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے اشاعت اسلام کا مرکز بن گئیں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اُمّ القریٰ ٹھہرے۔

جب یہ مراکز بنے تو جن علاقوں سے ان مراکز کا تعلق تھا ان علاقوں کی نگاہیں انہی مراکز کی طرف اٹھتی تھیں مثلاً ایک لمبا عرصہ یورپ کیلئے سپین اسلامی دارالخلافہ مراکز بنے رہے جہاں بڑی زبردست لائبریریاں، درسگاہیں اور یونیورسٹیاں تھیں جن کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے مشہور پادری وہاں حصول علم کے لئے آتے تھے۔ ظاہری دنیوی علوم جیسے علم طبیعات ،علم کیمیا،علم حساب وغیرہ سیکھنے کے علاوہ اخلاقی لحاظ سے بھی وہ اسلامی تعلیم سے متاثر ہوکر واپس جاتے تھے۔ جہاں تک اخلاقیات کا تعلق ہے (روحانیت کا تو اس سے بھی بلند درجہ ہے) دوسرے مذہب چونکہ ارتقائی ادوار کی نچلی منازل میں ہیں جس وقت انبیاء مبعوث ہوئے نوعِ انسانی ابھی اپنی استعداد کے لحاظ سے ارتقائی دور میں سے گزر رہی تھی اسلئے وہ ان اسلامی اخلاق کی حامل نہیں ہوسکتی تھی جو بعد میں امت محمدیہ کو دیئے گئے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (الشفاء ۔ الباب الثانی الفصل العاشر ۔الاخلاق الحمیدۃ) یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے اس غرض سے بھی مبعوث فرمایا ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔ چنانچہ اہل یورپ اخلاقی پہلوؤں کے اعتبار سے بھی متاثر ہوتے اور مسلمانوں سے سبق لیتے تھے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کی یہ بھی کوشش ہوتی تھی کہ وہ روحانیت سے بھی سبق لیں اور متاثر ہوکر واپس جائیں بہرحال جہاں جہاں اور جس جس زمانہ میں بھی یہ مرکز تھے۔ جس علاقے اور جس زمانے سے بھی ان کا تعلق تھا اس زمانہ اور اس علاقہ کی نگاہیں ان مراکز کی طرف اٹھتی تھیں اور وہ ان کے لئے نمونہ بنتے تھے۔

پھر ہمارے اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم روحانی فرزند پیدا ہوگیا جس نے دنیا میں اسلام کو غالب کرنا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ کے لحاظ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اور ان کے ظل کے طور پر سب سے بڑا کام جس مرکز کے سپرد ہوا ہے وہ وہ مرکز ہے جس کا تعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ ہے اور وہ اس وقت احمدیت کا مرکز ربوہ ہے اب یہی وہ مرکز ہے جس کی طرف مکہ اور مدینہ کے بعد دنیا کی نگاہیں اٹھتی ہیں اور اٹھیں گی اور اٹھنی چاہئیں۔ گو اس وقت ابتداء ہے لیکن کسی وقت نو جہاں ہجوم میکشاں ہوگا۔ لوگ عشق الٰہی اور محبت رسول میں مست جوق در جوق یہاں آئیں گے کیونکہ یہ مرکز ذریعہ بنے گا انہیں اللہ تعالیٰ

کی صفات کے سبق سکھانے کا اور ان کے دلوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار اور محبت پیدا کرنے کا۔

جہاں تک ربوہ میں احمدیت کے مرکز اور اس سے دنیا بھر کے احمدیوں کی وابستگی کا تعلق ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے دنیا میں عجیب نظارے دیکھتے ہیں۔ میں نے اپنے دورِ خلافت میں مختلف ملکوں کے دورے کئے ہیں۔ افریقہ میں میرے اور احمدیت کے ساتھ افریقن لوگوں نے جس انتہائی پیار اور محبت کا مظاہرہ کیا وہ اسی لئے تھا کہ وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ جماعت ہے اور یہی وہ مہم ہے جس کے نتیجہ میں انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین ترین چہرہ اپنی اصلی شکل میں دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ کا حقیقی نور ان پر نازل ہوا چنانچہ احمدیت کے نتیجے میں جہاں ان کے دلوں میں حقیقی توحید قائم ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی پیار پیدا ہوا وہاں جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی ان کو محبت پیدا ہوئی اور بانیٔ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قدر ان کے دلوں میں پیدا ہوئی گویا نظامِ سلسلہ اور مرکز سلسلہ کے ساتھ ان کو بڑا گہرا اور بڑا پختہ تعلق پیدا ہو گیا جو احمدیت کی صداقت کی دلیل ہے۔

پس آج دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا مرکز پیشگوئیوں کے مطابق وہ مرکزی جگہ ہے جس کا تعلق حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی جماعت سے ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا مرکز ہی ہے جہاں سے آج دنیا بھر میں اسلام کو غالب کرنے کی عظیم الشان مہم جاری ہے۔ اس لئے دنیا کی نگاہیں جماعت احمدیہ کے مرکز کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ پہلے بھی اٹھتی رہی ہیں لیکن اب تو حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں اور ہمارا قدم تیز سے تیز تر ہو رہا ہے۔ احمدیت کے ذریعہ اسلام دنیا میں پھیل رہا ہے جہاں پہلے تاریکی تھی وہاں اب اسلام کا نور پھیل رہا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اسلام کے لئے عشق اور محبت پیدا ہو رہی ہے۔ شیطانی ظلمات کی جگہ اب توحید حقیقی کی حکمرانی قائم ہو رہی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جلسہ سالانہ پر غیر ممالک کی احمدی جماعتوں کے وفود آئیں چنانچہ ان کے دل میں بھی چونکہ خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ہے اور حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے ساتھ ان کا بڑا گہرا رشتہ قائم ہو چکا ہے اسلئے وہ فوری طور

پر بغیر تفاصیل جاننے کے ربوہ آنے کے لئے تیار ہوئے۔ اب ان کی طرف سے اطلاعات آ رہی ہیں۔ گو ابھی چھوٹے پیمانے پر وفود آئیں گے لیکن ابتداء ہو جائے گی۔ انشاء اللہ ہر سال اس میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

غرض غیر ممالک کے وفود جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ آئیں گے۔ چار پانچ ملکوں سے تو وہاں کے مقامی باشندے آئیں گے (جو دوست یہاں سے بیرونی ملکوں میں پیسے کمانے کے لئے گئے ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض ہر سال چھٹی لیکر جلسہ سالانہ پر آتے ہیں مَیں ان کی بات نہیں کر رہا) پس مقامی باشندے آئیں گے مثلاً سویٹزرلینڈ کے رہنے والے سوئس، جرمنی سے تعلق رکھنے والے جرمن، امریکہ سے تعلق رکھنے والے امریکن دوست جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں گے۔ یہ سب ایسے دوست ہیں جنہوں نے جماعت احمدیہ کی کوششوں اور دعاؤں کے نتیجہ میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے نتیجہ میں اسلام قبول کیا۔ چنانچہ امریکہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق آٹھ امریکن دوست آئیں گے اسی طرح انگلستان سے انگریز نمائندہ آئے گا سویڈن میں بسنے والوں کا سویڈش نمائندہ آئے گا۔ ڈنمارک کا ڈین نمائندہ آئے گا۔ کئی دوسرے ممالک سے بھی دوست تشریف لائیں گے۔ افریقہ کے مختلف ممالک سے اطلاعات آ رہی ہیں کہ وہاں سے بھی نمائندے آئیں گے۔ یہ سب دور دور سے یہاں اس لئے آئیں گے کہ ربوہ دنیا میں غلبۂ اسلام کی مہم کا مرکز ہے اور یہ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے سلسلۂ خلافت کا مرکز ہے اور چونکہ خلیفہ اور امام وقت نے کہا ہے کہ جلسے پر آؤ۔ اس لئے وہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سفر وحضر میں حافظ و ناصر ہو اور انہیں جلسہ سالانہ کی برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

پس دوست بیرونی ممالک سے بھی انشاء اللہ کثرت سے آئیں گے۔ تاہم ان کا مرکز سلسلہ میں آنا اہل ربوہ کو ان کی کچھ ذمہ داریاں جنہیں وہ بھولے ہوئے تھے یاد دلانے کے مترادف ہے۔ دنیا میں کوئی شہر محض ماضی کی برکات کے نتیجہ میں اسلام کا مرکز نہیں رہا۔ مثلاً ایک وقت میں سپین کا اسلامی مرکز سپین کے علاقے کے لئے مختص ہو کر رہ گیا تھا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں ہی خود مدینہ خلافت کا مرکز نہیں رہا تھا اس لئے کہ اہل مدینہ کی غفلتوں کے نتیجہ

میں ان سے تو وہ برکت چھین لی گئی تھی جو مرکزیت سے تعلق رکھتی ہے مگر مدینہ منورہ اپنی تمام برکتوں کے ساتھ ایک زندہ شہر ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ کسی شہر کو بت بنایا جائے خدا تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ اس کی توحید دنیا میں قائم ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سے دنیا آشنا ہو۔ اس لئے جب تک اہل ربوہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے اور ان کو نباہتے رہیں گے اس وقت تک ربوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز بنا رہے گا۔ اور اگر خدانہ کرے وہ ان باتوں کو نظر انداز کر دیں۔ ان سے غفلت برتیں۔ اپنی ذمہ داریاں نباہنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ اپنے فرائض سے غافل ہو جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر ان کا کوئی زور نہیں چلے گا کہ وہ پھر بھی اسی جگہ کے مکینوں کو برکات کا سرچشمہ اور منبع بنائے رکھے۔ ہماری اسلامی تاریخ میں اس سے پہلے کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے اس لئے اہل ربوہ کے لئے یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ تاہم جہاں تک اس مہم کا تعلق ہے اس کے لئے کوئی خوف کا مقام نہیں ہے۔ اس مہم نے اپنی آخری فتح تک آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔

غرض اس نقطۂ نگاہ سے اہل ربوہ کو جن ذمہ داریوں کی طرف میں آج توجہ دلانا چاہتا ہوں ان میں پہلی ذمہ داری کا تعلق طہارت ظاہری کا خیال رکھنے سے ہے۔ میں اس سے پہلے بھی کئی موقعوں پر احباب ربوہ کو توجہ دلا چکا ہوں کہ وہ ربوہ کی صفائی کریں بلکہ ربوہ کو دلہن کی طرح سجا دیں اور اب تو یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ پہلی دفعہ بیرونی ملکوں سے بھی خدا اور اسکے رسول کے مہمان آ رہے ہیں۔

علاوہ ازیں بیرونی ممالک سے آنے والے خدا اور اسکے رسول کے جو مہمان ہوں گے اور دین کی باتیں سننے کے لئے یہاں آئیں گے۔ ان کی بعض ایسی ضرورتیں ہیں جو انہیں عادتاً لاحق ہیں۔ وہ بہرحال پوری ہونی چاہئیں مثلاً ایک خاص قسم کے غسلخانے استعمال کرنے کی انہیں عادت ہے جس میں کموڈ اور فلش ہوتا ہے وہ ان کو مہیا ہونا چاہیئے۔ چونکہ جلسہ سالانہ کے قریب ہی میں نے (وفود آنے کا) یہ اعلان کیا ہے۔ اس لئے نظامِ سلسلہ اتنی جلدی اتنا بڑا انتظام نہیں کر سکتا انشاء اللہ بعد میں جہاں تک ممکن ہوا یہ انتظام ہو جائے گا لیکن سردست بیرون ممالک سے آنیوالے مہمانوں کی یہ ضرورت تو بہرحال پوری ہونی چاہیئے۔ ہم انہیں یہ تو نہیں

کہہ سکتے کہ اس سال نہ آؤ اگلے سال آنا اس لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہر وہ گھر جس میں انگریزی قسم کا غسل خانہ بنا ہوا ہے جس میں W.C فلش لگا ہوا ہے اس کے مکین کو چاہیئے کہ وہ غسل خانہ اور اس کے ساتھ کا کمرہ بیرونی ممالک کے مہمانوں کے لئے خاص کر دے اور اس کی اطلاع تین دن کے اندر اندر افسر صاحب جلسہ سالانہ کو دے دے اور وہ مجھے اکٹھی رپورٹ کریں کہ کتنے دوستوں کی طرف سے ایسے کمرے فارغ کرنے کی اطلاع ملی ہے۔ خدا کرے ہمیں کافی تعداد میں ایسے کمرے مل جائیں لیکن اگر خدانخواستہ نہ ملیں تو پھر ہمیں کوئی دوسرا انتظام تو بہر حال کرنا پڑے گا کیونکہ ایسے دوستوں کو روکا تو نہیں جاسکتا۔ ابھی تو ابتداء ہے آئندہ دیکھیں گے کہ کس کثرت سے لوگ بیرونی ممالک سے جلسہ سالانہ پر آتے ہیں اور حسبِ ضرورت انتظام کیا جائے گا۔

دوسری بنیادی ذمہ داری طہارت باطنی سے متعلق ہے۔ اجتماعات کے دنوں میں جہاں بہت سے لوگ اکٹھے ہو جائیں تو بہت سے دباؤ بھی پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے۔ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۔ (البقرۃ: ۱۹۸) کیونکہ حاجیوں کا بہت کثرت سے ہجوم ہوتا ہے اس لئے رفث، فسوق اور جدال سے منع کیا گیا ہے تاہم اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حج کے موقع پر تو یہ نہیں ہونا چاہیئے دیگر اجتماعات پر کوئی حرج نہیں یعنی لوگ آپس میں لڑیں جھگڑیں اور دوسری بداخلاقیاں کریں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بھی اجتماع ہو وہاں اجتماعی اخلاق کا مظاہرہ ہونا چاہیئے اور اجتماع کے نتیجہ میں جن کمزوریوں کے پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے ان کمزوریوں سے بچنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔

پس بیرونِ ملک سے آنیوالے دوست اہل ربوہ کو تنقیدی نگاہ سے دیکھیں گے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شہر بھی اور اسکے مکین بھی ان کے لئے نمونہ ہیں۔ اس اعتبار سے وہ آپ پر تنقیدی نگاہ ڈالیں گے اور دیکھیں گے کہ آپ نے کس حد تک اپنی ذمہ داریوں کو نباہا ہے اور طہارتِ ظاہری اور باطنی کا باہم ثبوت فراہم کیا ہے ویسے تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے عام طور پر جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی اور عام موقعوں پر بھی اس قسم کی شکائتیں زیادہ نہیں ہوتیں لیکن بعض دفعہ ہو جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک تو میں یہ کہوں گا کہ دوستوں کو سگریٹ اور حقہ پینے کی عادت نہ ہونی

چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کو اس کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا تو اسے چاہیئے کہ پبلک جگہوں پر یعنی بازاروں میں برسرعام سگریٹ یا حقہ نوشی نہ کرے گو اس بات کا سارا سال خیال رکھنا چاہیئے لیکن جلسہ سالانہ کے موقع پر تو خاص طور پر اس قسم کی کوئی حرکت نہ اہل ربوہ کی طرف سے ہونی چاہیئے اور نہ پاکستان کے مختلف علاقوں سے آنیوالے دوستوں کی طرف سے ہونی چاہیئے کیونکہ پاکستان میں بسنے والے احمدی بیرونی ممالک کے احمدیوں کی نگاہ میں ایک ایسے ملک سے تعلق رکھتے ہیں جس میں احمدیت کا مرکز ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر (منجملہ اہل ربوہ) زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایک بہت بڑے ملک کے سفیر ربوہ میں آئے۔ انہیں کسی نے یہ بتایا تھا کہ یہاں پبلک میں سگریٹ نوشی نہیں ہوتی اس لئے جس وقت وہ حدودِ ربوہ میں داخل ہوئے انہوں نے سگریٹ پینا بند کر دیا اور پھر جتنا عرصہ وہ یہاں رہے انہوں نے اپنے کمرے سے باہر نکل کر سگریٹ نہیں پیا۔ چنانچہ انہوں نے اس حد تک ربوہ کا احترام کیا کہ جب وہ واپس جانے لگے اور اپنی موٹر پر بیٹھ گئے اور موٹر پختہ سڑک پر پہنچ گئی تو انہوں نے اپنا کوٹ اتارا اور سگریٹ کا بکس اور دیا سلائی کی ڈبیہ اپنی قمیص کی جیب میں ڈالی تو میزبان نے کہا کہ آپ نے ربوہ کا بڑا احترام کیا اب تو آپ جا رہے ہیں اس لئے سگریٹ پی لیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تک میں ربوہ کی حدود سے باہر نہیں نکلوں گا سگریٹ نہیں پیوں گا۔

پس اگر ایک غیر مسلم سفیر ربوہ کو تو اس عزت کی نگاہ سے دیکھے مگر ایک احمدی مسلمان (ربوہ کا مکین ہو یا پاکستان کے کسی بھی حصہ سے آنے والا) ربوہ کے اس مقام کو نہ پہچانے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہوگی۔

اسی طرح خدا اور اس کے رسولؐ نے ہمیں یہ بھی فرمایا ہے کہ جب بھی چلتے پھرتے ہم ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو آپس میں السلام علیکم کہیں۔ قادیان میں احباب جماعت کو السلام علیکم کہنے کی عادت پڑ گئی تھی مگر یہاں چونکہ نئی آبادی ہے قادیان کے اصل باشندے تو شاید دس پندرہ فی صد سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ باقی باہر سے نئے آباد ہونے والے لوگ ہیں۔ اس لئے ان کو ابھی تک ایسی عادت نہیں پڑی جس کا مظاہرہ قادیان میں ہوا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے میں

چھوٹا تھا اور مدرسہ احمدیہ میں پڑھا کرتا تھا۔ ہم دوست آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کسی دوست کو یہ موقع نہیں دیتے کہ وہ انہیں پہلے السلام علیکم کہے۔ باہر چلتے پھرتے جب بھی ان کی کسی پر نظر پڑتی وہ اسے پہلے السلام علیکم کہہ دیتے تھے۔ مجھے یاد ہے میں نے بھی اور میرے دوستوں نے بھی کئی دفعہ یہ کوشش کی کہ السلام علیکم کہنے میں ہم ان پر سبقت لے جائیں لیکن ایسا نہ کر سکے ہر بار ہی پہلے السلام علیکم کہہ دیتے تھے۔

پس یہاں بھی دوست ایک دوسرے کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا سب کو السلام علیکم کہنے کی عادت ڈالیں تا کہ باہر سے آنے والے مہمان بھی دیکھ کر خوش ہوں اور وہ بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ پس آپس میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنا چاہیئے۔ اس پر نہ کسی کا دھیلا خرچ ہوتا ہے اور نہ کوئی وقت خرچ ہوتا ہے۔ اس لئے چلتے پھرتے السلام علیکم اور وعلیکم السلام کی صدا گونجتی رہنی چاہیئے۔ ربوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز ہے۔ مرکز سلسلہ کو یہ عادت نہیں بھولنی چاہیئے اگرچہ اکثر مکین بدل گئے ہیں لیکن مرکز تو مرکز ہی ہے یہ تو نہیں بدل سکتا۔

ایک اور گندی عادت پڑ گئی ہے اور وہ بازاروں میں سرِ عام کھانے پینے کی عادت ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوق (بازار) میں کھانے پینے کو پسند نہیں فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھے ساری عمر اس سے نفرت رہی ہے بلکہ بچپن میں ہی جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو میرے دل میں بازاروں میں کھانے پینے سے نفرت پیدا ہوگئی۔ کئی دفعہ بازار میں سے مثلاً پھل خریدنے کا اتفاق ہوا تو جیسا کہ پھل بیچنے والوں کی عادت ہوتی ہے وہ فوراً چاقو سے پھل کاٹ کر کہتے ہیں لیں چکھ کر دیکھ لیں۔ پس میں ایسے موقع پر کہہ دیا کرتا تھا کہ دیکھو میں نے یہاں تو کھانا نہیں تمہارے اوپر اعتبار کر سکتا ہوں۔ اپنے اعتبار کو ضائع نہ کرنا۔ چنانچہ بعض دفعہ پھل بیچنے والے دھوکا بھی کر جاتے ہیں۔ بڑی تعریف کر کے پھل دے دیا مگر وہ نہایت نکما، خراب، سڑا ہوا نکل آیا۔ تاہم پیسوں کا ضائع ہو جانا اس بات سے زیادہ اچھا ہے کہ ایک چیز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں ہے ہم اسے پسند کر لیں یعنی بازاروں میں کھانے پینے لگ جائیں۔

ہمارے ملک میں بھی سڑکوں کے کناروں پر کھڑے کھڑے کھانے پینے کا رواج پڑ گیا

ہے۔ یورپ کے اکثر ملکوں میں خاص طور پر فرانس میں سڑکوں کے کناروں پر قہوہ خانے اور چائے کی دکانیں ہوتی ہیں جہاں لوگ سڑکوں پر کھڑے کھڑے کھا پی لیتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔اس لئے یہاں اس بات کا انتظام ہونا چاہیئے ۔تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید بعض جگہ اس سال ممکن نہ ہو لیکن امور عامہ، خدام الاحمدیہ اور افسر جلسہ سالانہ اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ دوست جنہوں نے صرف ایام جلسہ میں دکانیں کھولنی ہیں وہ قناتیں لگا کر بیٹھنے کا انتظام کریں تا کہ دوست وہاں بیٹھ کر کھائیں پیئیں ۔سڑکوں پر چلتے پھرتے نہ کھائیں کیونکہ جو چیز ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری نہیں ہے وہ ہمیں بھی پیاری نہیں ہونی چاہیئے ۔

غرض طہارت ظاہری اور طہارت باطنی کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے۔خصوصاً جلسہ سالانہ کے موقع پر جب کہ بیرونی ممالک سے بھی احباب کثرت سے تشریف لا رہے ہیں۔وہ اہل ربوہ پر تنقیدی نگاہ ڈالیں گے۔اس لئے علاوہ طہارتِ باطنی کے ظاہری طور پر بھی صفائی ہونی چاہیئے ۔ کپڑے اچھے ہوں۔ صاف اور ستھرے ہوں۔ منہ صاف ہو۔ زبان ستھری ہو۔ ظاہری طور پر بھی اور زبان سے جو الفاظ نکلیں وہ بھی پیارے ہوں۔ چہروں پر مسکراہٹیں کھیل رہی ہوں۔اس کا تو میں دو سال سے آپ کو سبق دے رہا ہوں اور یہ اس لئے دے رہا تھا کہ باہر سے آنے والے بھی دیکھ لیں کہ ہمارا دشمن اور مخالف اور بدخواہ ہمارے چہروں سے ہماری مسکراہٹیں نہیں چھین سکا۔اس نے اپنا پورا زور لگایا مگر وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہا۔آئندہ بھی انشاء اللہ ہمارے چہروں سے ہماری مسکراہٹ کو کوئی بھی چھین نہیں سکے گا کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس کے لئے آخری فتح مقدر ہو چکی ہے۔افراد کو اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے ۔تاہم اجتماعی حیثیت میں جماعت احمدیہ کو کوئی فکر نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک حصہ کمزوری دکھائے گا اور جماعت سے کٹ جائے گا تو وہ اس سے بہتر گروہ لے آئے گا لیکن جو شخص کمزوری دکھائے گا اور جماعت سے کٹ جائے گا تو اس کے لئے ہلاکت مقدر ہے۔اس کے لئے عذاب اور قہر الٰہی مقدر ہے۔پس افراد کو اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہیئے ۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کی مہم کو چلانے کا مرکز ہونے

کی حیثیت میں اہل ربوہ پر ظاہری اور باطنی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس لئے دوست ربوہ کی مرکزی حیثیت کے پیشِ نظر اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور نبھائیں اور باہر سے آنے والے دوستوں کے لئے ایک ایسا عمدہ نمونہ بنیں کہ جسے وہ ساری عمر بھول نہ سکیں ان کو یہ ہمیشہ یاد رہے کہ وہ ایسے شہر میں گئے تھے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس کثرت سے نازل ہوتی ہیں کہ وہاں کے مکینوں کی حالت بدل گئی ہے۔ ان کی ظاہری شکلیں اور باطنی اوصاف حقیقی اسلام کے رنگ میں رنگین ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن میں گویا غیر معمولی طور پر ایک نیک تبدیلی پیدا کر دی ہے ورنہ اگر یہ تبدیلی پیدا نہیں کرنی تو یہاں رہنے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے جن لوگوں کا صرف تجارتیں کرنا مقصد ہے اور خدا کی رحمتوں سے انہیں حصہ لینے کا خیال نہیں ہے وہ باہر جا کر تجارتیں کریں اور دُنیا کمائیں۔ وہ ہمارے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں لیکن جو لوگ مرکز سلسلہ میں خدا اور اس کے رسول کی خاطر غلبۂ اسلام کی عظیم جدوجہد میں شریک ہونے کے لئے آئے ہیں اُن کا یہ فرض ہے کہ وہ دعاؤں کے ساتھ اور تدبیر کے ساتھ اور ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ اور اس حسنِ اخلاق کے ساتھ جس کا حسین ترین مظاہرہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہمیں نظر آتا ہے باہر سے آنے والے غیر از جماعت دوستوں کے دل موہ لیں اور اس مرکز احمدیت میں جو اپنے دوست آتے ہیں اور اہل ربوہ کو تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں، دوست اپنے عمدہ نمونہ اور حسن اخلاق سے اُن کے ایمانوں کی پختگی اور استقامت کے سامان بھی پیدا کریں۔

چونکہ باہر سے وفود کی شکل میں دوست پہلی بار ربوہ آ رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے لئے دوست دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جملہ ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق بخشے۔ اس سلسلہ میں اہل ربوہ سے میں یہ بھی کہوں گا کہ بڑے بھی اور چھوٹے بھی مرد بھی اور عورتیں بھی کل یکم دسمبر سے روزانہ دو نفل پڑھنے شروع کر دیں۔ جن دوستوں سے ہو سکے وہ آج سے پڑھنا شروع کر دیں اور خدا سے یہ دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ اُن (اہل ربوہ) کے وجود کو ہر اس شخص کے لئے اپنا ہو یا غیر سب کے لئے برکت اور ہدایت کا باعث بنا دے۔ باہر سے آنے والا ہر شخص جب ربوہ کو دیکھے اور اس

پر تنقیدی نگاہ ڈالے تو وہ اسے اس دعویٰ کے مطابق پائے جس دعویٰ کی بنا پر یہ مرکز قائم کیا گیا ہے یعنی یہ کہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں ساری دنیا میں اُس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کی جائے گی جس مقصد کے حصول کے لئے آدم کو پہلے دن مکہ نصیب ہوا اور پھر اول البشر اور انسان کامل حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کہ جن کی خاطر اس کائنات کو پیدا کیا گیا تھا) کی رہائش گاہ مدینہ منورہ کو مرکز قرار دیا گیا۔

پس میں دوستوں سے پھر یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے رحمت اور فضل کے حصول کی خاطر تم عشاء کی نماز کے بعد اور وتروں سے پہلے روزانہ دو نفل پڑھو، مسجدوں میں پڑھو یا اپنے گھروں میں پڑھو، بہرحال بالالتزام پڑھو اور دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت بنائے ہمارے کاموں میں برکت ڈالے۔ وفود کی صورت میں باہر سے آنے والے دوستوں پر ہمارا نمونہ نہایت اچھا اثر ڈالنے والا ہو۔ یہاں سے برکتوں اور رحمتوں کی جھولیاں بھر کر لے جانے کی انہیں توفیق عطا ہو اس جلسہ پر میں جماعت کے سامنے اشاعت اسلام کا ایک نیا منصوبہ رکھنا چاہتا ہوں اس کو احسن طور پر جماعت کے سامنے رکھنے کی اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے۔ وہ میری زبان پر اثر ڈالے اور جماعت کے دلوں کو اثر قبول کرنے کے لئے تیار کر دے یہ منصوبہ جب مختلف مراحل میں سے گزرتے ہوئے اپنی انتہا کو پہنچے تو اپنے مراحل میں بھی اور انجام کار بھی اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے انتہائی طور پر برکتوں کا موجب بنے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۲ تا ۶)

❀❀❀